"صوفی" ۔۔۔ایک تحقیقی جائزہ

شہناز غازی*

صوفی کی تعریف اور اس کے لغوی اشتقاق کے بارے میں زمانہ قدیم و جدید کے محققین کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے ۔اس مقالہ میں اسی حوالہ سے ایک تحقیقی جائزہ لیا جارہا ہے ۔اس سلسلے میں سب سے اہم بیان سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کا ہے ۔آپ فرماتے ہیں کہ :۔

"لوگوں نے اس اسم کی تحقیق میں بہت سے اقوال بیان کئے ہیں اور کتابیں لکھیں ہیں ۔ ان میں سے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اہل تصوف کو صوفی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ صوف کا لباس پہنتا ہے ۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اس کو صوفی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ برگزیدگی میں صف اول میں ہوتا ہے ۔ایک گروہ کہتا ہے کہ اس کو صوفی اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم کے ساتھ محبت کرتا ہے ایک اور گروہ کا قول ہے کہ یہ اسم لفظ "صفا سے مشتق ہے ۔

اور اس طریقے کے تحقیق کے متعلق ان معانی میں ہر شخص نے لطیف اشارات بیان کئے ہیں لیکن وہ سب لغوی تعلق کے لحاظ سے حقیقی معنی سے دور ہیں ۔" (۱)

ابوالقاسم عبدالکریم قشیری کا بیان ہے کہ :۔

"عربی زبان کی رو سے اس نام کی اصل شہادت نہ قیاس سے ملتی ہے نہ اشتقاق سے ۔ واضح امر تو یہی ہے کہ یہ نام لقب کی طرح ہے ۔" (۲) محققین کے نزدیک صوفی کا اشتقاق درج ذیل کلمات سے ممکن ہے ۔

صف ، اہل صفہ ، ثیو صوفیا ، صوف ، صفا ، صوفہ ، الصفوہ ، صوفانہ ، صوفہ القفا۔

۱) **صف:۔**

ابو القاسم عبدالکریم قشیری کہتے ہیں ۔

"جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ صوفی "صف" سے مشتق ہے بایں معنی کہ اللہ کی بارگاہ

---

* لیکچرار شعبہ علوم اسلامی ، جامعہ کراچی

میں حاضری کے باعث یہ لوگ اپنے دلوں کی وجہ سے صف اول میں ہیں تو یہ معنی تو درست ہے مگر لغوی طور پر صف کا اسم نسبت صفی بنتا ہے صوفی نہیں بنتا۔" (۳)

ii) اہل صفہ:۔

ایک جماعت کے نزدیک تصوف کا حامل یعنی صوفی اہل صفہ (۴) سے نسبت رکھتا ہے۔(۵)

گو اہل صفہ کی روش مذہب صوفیاء سے مشابہت رکھتی ہے۔ترک لذات، عزلت نشینی، کثرت ذکر و عبادت وغیرہ لیکن صوفی کی نسبت ان سے درست نہیں کیوں کہ اگر اس کی نسبت صفہ سے ہوتی تو اس سے صفی بنتا نہ کہ صوفی ۔(۶)

iii) ثیو صوفیاء:۔

علامہ لطفی جمعہ کہتے ہیں ۔

" صوفی کا لفظ ثیو صوفیا سے مشتق ہے جو ایک یونانی کلمہ ہے اور جس کے معنی حکمت الہیٰ کے ہیں ۔صوفی وہ حکیم ہے جو حکمت الہیٰ کا طالب ہوتا ہے اور اس کے حصول میں کوشاں صوفی کی غرض و غایت بھی حقیقت الحقائق کا جاننا ہوتی ہے ۔"

اپنی رائے کی تائید میں لطفی جمعہ کہتے ہیں ۔

" صوفیائے کرام نے اس علم کا اظہار اس وقت تک نہیں کیا اور نہ خود کو اس صفت سے متصف کیا جب تک کہ یونان کی کتابوں کا ترجمہ عربی زبان میں نہیں ہوا اور فلسفہ کا لفظ اس زبان میں داخل نہیں ہوا ۔" (۷)

ابو ریحان البیرونی کہتے ہیں ۔

" تصوف کا لفظ اصل میں سین (س) سے تھا اور اس کا مادہ سوف تھا جس کے معنی یونانی زبان میں حکمت کے ہیں ۔دوسری صدی ہجری میں جب یونانی کتابوں کا ترجمہ ہوا تو یہ لفظ عربی زبان میں آیا ۔چونکہ حضرات صوفیاء میں اشتراقی حکماء کا انداز پایا جاتا ہے اس لئے لوگوں نے ان کو سوفی یعنی حکیم کہنا شروع کیا ۔رفتہ رفتہ سوفی سے صوفی ہوگیا ۔(۸)

پروفیسر نولڈیکی نے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے کہا:۔

" لفظ صوفی جو سوف سے بنایا جاتا ہے بذاتہ مشرق کی کسی زبان میں نہیں آیا اور ایسی صورت میں ناممکن ہے کہ اس سے تصوف مشتق ہوا ہو ۔دوسری دلیل یہ ہے کہ یونانی

الفاظ عربی میں سریانی کے ذریعے آئے خود سریانی زبان میں یہ لفظ نہیں پایا جاتا۔ پھر کیوں کر ممکن ہے کہ عربی زبان میں آیا ہو۔"

آگے چل کر کہتے ہیں کہ :۔

"اگر تھوڑی دیر کے لئے مان لیجئے کہ کسی صورت سے یہ لفظ عربی میں آگیا اور سوفی (سوف) مادہ ہو گیا تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ "س" کے بجائے اس کا املا "ص" سے کس قاعدے سے ہو گیا۔ ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ کبھی کبھی ایسا ہوا ہے کہ "س" کے بجائے یونانی الفاظ "ص" سے ہو گئے ہیں۔ یہ سچ ہے مگر سب کے لئے قاعدے مقرر ہیں اور یہ کسی قاعدے میں نہیں آتا۔(۹)

IV) صوف:۔

ابو نصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی کہتے ہیں۔

"لفظ صوفی کی نسبت لباس صوف سے ہے کیونکہ یہ انبیاء اولیاء اور صدیقین کا شعار تھا۔" (۱۰)

ڈاکٹر قاسم غنی ایرانی ان تمام محققین کی تحقیقات کا جائزہ لے کر لکھتے ہیں۔

"تصوف کی اصل کے متعلق تمام اقوال و آراء میں سے بطور لغت اور عقل و منطق یہ قول صحیح ہے کہ تصوف عربی کا لفظ ہے اور صوف سے مشتق ہے۔" (۱۱)

ڈاکٹر ابو سعید نورالدین اپنے مقالے میں لکھتے ہیں۔

"ہماری رائے میں آخری قول صحیح ہے کہ کلمہ تصوف، صوف سے نکلا ہے۔ کلمہ تصوف باب تفعل کے وزن پر آیا ہے۔ اس لئے صوف کا لباس پہننے کے فعل کو تصوف کہا جاتا ہے" (۱۲)

V) صفا:۔

حضرت ابوالحسن علی ہجویری لکھتے ہیں۔

"صفائی سب امور میں محمود ہے اور اس کی ضد کدورت ہے چونکہ اہل تصوف نے اپنے اخلاق و معاملات کو درست کرلیا ہے اور طبیعت کی آفت سے بیزاری اختیاری کرلی ہے اس لئے ان لوگوں کو صوفی کہتے ہیں"۔(۱۳)

حضرت قشیری کہتے ہیں ۔

" استاد فرماتے ہیں کہ ہر زبان میں صفائی قابل تعریف ہے اگر گدلا پن جو اس کی ضد ہے قابل مذمت ہے ۔ " (۱۴)

" حضرت سید عبدالقادر جیلانی کی رائے میں تصوف لفظ " صفا " سے مشتق ہے ۔(۱۵)

VI) صوفہ :-

سید احمد کبیر رفاعی (۵۱۲ھ تا ۵۷۸ھ) کہتے ہیں ۔

" لوگوں نے اس نام کے مختلف اسباب بتائے ہیں مگر اصل میں اس کا سبب عجیب ہے جس کو بہت سے درویش نہیں جانتے ۔ وہ یہ ہے کہ قبیلہ مضر کی ایک شاخ کا نام بنو صوفہ ہے اور صوفہ غوث بن مربن اور بن طانجہ ربیط کا لقب ہے ۔ اس کی ماں کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا اس نے منت مانی کہ اگر اس کا کوئی بچہ زندہ رہا تو اس کے سر پر اون کا ٹکڑا (علامت و نشان کے طور پر) باندھ کر خانہ کعبہ کا خادم بنا دے گی ۔ چنانچہ غوث بن مر پیدا ہوئے اور زندہ رہے تو ان کے سر پر اون کا ٹکڑا باندھ کر خانہ کعبہ کے لیے وقف کر دیا گیا ۔ جس کی وجہ سے ان کا لقب صوفہ اور ان کی اولاد کا لقب بنو صوفہ پڑ گیا ۔ یہ لوگ حاجیوں کی خدمت کرتے اور ان کو خلعت دیا کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دین اسلام کا ظہور ہوا تو یہ لوگ بھی اسلام لے آئے اور وہ بڑے عبادت گذار تھے ان میں سے بعض حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی روایت کی ہیں تو جو لوگ ان کی صحبت میں رہے یا ان کی صحبت یافتہ جماعت کے ساتھ رہے ان کا لقب صوفی ہو گیا ۔ " (۱۶)

ابن جوزی اس کی تائید کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔ زمانہ جاہلیت میں ایک قوم تھی جس کو صفہ کہتے تھے وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے واسطے الگ ہو گئے تھے اور کعبہ میں وطن کر لیا تھا ، تو جو کوئی ان سے مشابہ ہوا وہ صوفی ہے ۔(۱۷)

صوفی نام کی وجہ تسمیہ میں یہ نظریہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ چونکہ صوفیاء نے تواضع ، انکسار ، گمنامی اور پوشیدگی کو زیادہ پسند کر رکھا ہے اس وجہ سے گرے پڑے چیتھڑوں اور پھینکے ہوئے صوف (صوفہ کی مانند ہیں جنہیں کوئی پسند نہیں کرتا اور نہ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے ۔ لہذا صوفہ کی نسبت سے انہیں

صوفی کہا جاتا ہے ۔ جیسے کوفہ کی صفت نسبتی کوفی ہے ۔ یہ بعض اہل علم کا قول ہے اس کا مفہوم بھی اس کے لفظی اشتقاق کے مناسب ہے ۔ (۱۸)

VII) الصفوہ :۔

ایک نظریہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ الصفوہ سے لیا گیا ہے جس کا معنی خالص دوست ہے یعنی صوفیاء اللہ کے دوست ہوتے ہیں ۔ (۱۹)

VIII) صوفانہ :۔

ایک گروہ کے نزدیک یہ لفظ صوفانہ سے ماخوذ ہے ۔ ابن جوزی کہتے ہیں ۔

" ایک قوم اس طرف گئی ہے کہ صوفی لیا گیا ہے صوفانہ سے جو ایک خوشنما خود رو ساگ چھوٹا چھوٹا ہوتا ہے تو اسی کی طرف منسوب کئے گئے ۔ کیونکہ یہ لوگ بھی جنگل کے ساگ پات پر کفایت کرنے میں اختیار کرتے ہیں ۔ " (۲۰)

IX) صوفہ القفا :۔

ایک اور جماعت کے نزدیک صوفی منسوب ہے صوفہ القفا کی طرف یعنی وہ چند بال جو گدی کے آخر میں جمتے ہیں ۔ گویا اس طرح صوفی بھی حق کی طرف متوجہ ہے اور خلق سے منہ پھیرے ہوئے ہے ۔ (۲۱)

لیکن یہ آراء عام طور پر قابل قبول نہیں ہیں اس لئے ان کے متعلق کسی بحث کی ضرورت نہیں ۔

تجزیہ :۔

مندرجہ بالا آراء کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ قدیم و جدید کے محققین کی ایک بڑی تعداد اس پر متفق ہے کہ یہ لفظ صوف سے مشتق ہے میری رائے میں یہ نظریہ محل نظر ہے کیونکہ صوف پہننا ان لوگوں کی خصوصیت نہیں تھی ۔ (۲۲)

اگرچہ اہل صفہ معاشی تنگدستی کے باعث اس قسم کا لباس پہننے پر مجبور تھے لیکن جب اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور معاشی خوشحالی آئی تو انہی اصحاب صفہ نے اچھے لباس بھی زیب تن کئے ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے ۔

" ایوب سے روایت ہے کہ انہوں نے محمد کا حوالہ دیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم ابو ہریرہ کی خدمت میں بیٹھے تھے ۔ آپ نے ناک صاف کی اور فرمایا کیا کہنے اب تو ابو ہریرہ کتان سے

ناک صاف کرتا ہے ۔ مجھے وہ وقت یاد ہے جب میں منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حجرہ عائشہ کے درمیان بے ہوش پڑا ہوتا تھا ۔ آنے والا آتا اور میری گردن پر پاؤں رکھتا کیونکہ اسے ایسا لگتا کہ میں پاگل ہو گیا ہوں حالانکہ مجھے جنون نہیں ہوا تھا صرف بھوک نے بے حال کر رکھا ہوتا تھا ۔" (۲۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف لباس صوف ہی زیب تن نہیں کیا بلکہ ہر قسم کا لباس استعمال فرمایا ۔ علامہ ابن قیم کہتے ہیں ۔

"آپ کا طریقہ لباس یہ ہے کہ کپاس کا ہو، صوف یا کتان کا یا کوئی سا اور جو بھی لباس میسر آئے پہن لیا جائے ۔ آپ نے یمنی چادریں سبز چادریں، جبہ، قبا، قمیص، پاجامے، تہہ بند چادر (سادہ)، موزہ، جوتا ہر چیز استعمال فرمائی ۔" (۲۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین اکثر و بیشتر صرف سوتی لباس ہی زیب تن فرماتے ۔ گاہے بگاہے صوف اور کتان کا لباس پہنتے ۔ (۲۵)

حضرت حسن بصری سے عام طور پر روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے ۷۰ ستر بدری صحابہ کو دیکھا جو صوف کا لباس پہنتے تھے ۔ ہماری رائے میں یہ روایت بھی محل نظر ہے اگر آپ نے صحابہ کرام کی اتنی کثیر جماعت کو دیکھا تھا اور وہ بھی بدری صحابہ کرام کو جن کی فضیلت اسلام میں سب سے زیادہ ہے تو آپ کو لازماً ان کی پیروی کرنا چاہیئے تھی ۔ لیکن معتبر روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بڑے خوش لباس تھے ۔ شاہ معین الدین احمد ندوی لکھتے ہیں ۔

"حضرت حسن بصری بڑے خوش لباس اور جامہ زیب تھے چنانچہ ظاہری وضع قطع میں زیادہ تقشف کو پسند نہ کرتے تھے بلکہ اسے جامہ ریا سمجھتے تھے اس لئے نہایت بیش قیمت اور خوبصورت کپڑے استعمال کرتے تھے ۔ مشہور مقامات کے عمدہ کپڑے منگاتے تھے ۔ شطاء کا کتان، یمن کی چادر اور پھول دار چادریں استعمال کرتے تھے ۔ لباس میں جبہ، رداء اور عمامہ یعنی پورے کپڑے ہوتے تھے ۔ بغیر عمامہ کے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے ۔" (۲۶)

داراشکوہ لکھتے ہیں کہ بعض مستند کتابوں میں ذکر آیا ہے کہ حضرت غوث الاعظم خرقہ نہیں پہنتے تھے بلکہ علماء کی طرح کبھی طلسیان اور کبھی لباس فاخرہ زیب تن کرتے تھے ۔ (۲۷) بلکہ لباس صوف پہننے والے بعض افراد کو ان الفاظ میں تنبیہہ کرتے ہیں ۔

" تم میں سے بعض لوگ نیلے رنگ اور کمبل کے کپڑے پہن کر نیکو کاروں کی سی صورت بناتے ہیں حالانکہ وہ ہمارے نزدیک کافر ہیں ۔ (۲۸)

اسلام میں لباس کا معیار یہ ہے " ولباس التقوی ذالک خیر " (۲۹) جس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ لباس جو ستر کو چھپائے ، جس میں تکبر اور اسراف نہ ہو ۔ چنانچہ حضرت حسن بصری ہی کا ارشاد ہے ۔

" جو شخص عاجزی کے لئے خدا کے سامنے صوف پہنتا ہے تو خدا اس کی نگاہ اور قلب کا نور بڑھاتا ہے اور جو پندار کے لئے پہنتا ہے وہ سرکشوں کے ساتھ جہنم میں پھینک دیا جائے گا ۔ (۳۰)

حقیقت یہ ہے کہ لباس کا تعلق موسمی اثرات سے ہوتا ہے اگر موسم سرد ہو تو گرم کپڑے اور گرم موسم میں ہلکے کپڑے استعمال کئے جاتے ہیں ۔ یہ ناممکن ہے کہ سائبیریا کے خطہ کے لوگوں کو باریک کپڑے اور افریقہ کے تپتے ہوئے ریگزاروں کے باشندوں کو صوف پہنایا جائے ۔

ان تمام دلائل سے واضح ہوا کہ صوفی کی نسبت صوف سے گو لغوی طور پر درست ہی لیکن معنوی اعتبار سے درست نہیں کیونکہ صوف پہننا صوفیاء کا امتیازی نشان نہیں ہے ۔

حاصل بحث ۔

مذکورہ بحث سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ صوفی کی نسبت صوفہ سے ہے جو لغوی طور پر بھی اور معنوی طور پر بھی موزوں ترین ہے ۔

صوفہ وہ لوگ تھے جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں اللہ تعالیٰ کے لئے دنیا کو ترک کر دیا تھا اور کعبہ میں رہائش پذیر ہوگئے تھے ۔ اسی طرح صوفیاء بھی دنیا کے لذائذ کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطلوب ہوتے ہیں ۔ اس لئے کہ عرب میں کعبہ کو مرکزیت حاصل ہے جہاں عرب کے کونے کونے سے لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی جمع ہوتے تھے اور میلے اور شعر و ادب کی محفلیں منعقد ہوتی تھیں ۔ اس صورت میں ان مخصوص خصوصیات کے لوگوں کا شہرہ پورے عرب میں پھیلنا کون سا مشکل تھا اور یہ بات تو طے شدہ ہے کہ اسلام کے آغاز سے قبل ہی بعض لوگ صوفی کے لقب سے ملقب ہوچکے تھے ۔ محمد بن اسحاق سے تاریخ مکہ میں روایت ہے کہ ایک صوفی طواف کرنے کے لیے قبل از اسلام مکہ آیا کرتا تھا ۔ (۳۱) ۔ زہاد اسلام میں ابو ہاشم کوفی (م ۱۵۰ ھ) وہ پہلے شخص ہیں جنہیں صوفی کہا گیا ۔ (۳۲) لیکن قرن اول میں بھی لفظ صوفی موجود تھا ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (م ۶۰ ھ) نے اپنے ایک عامل کو سرزنش کرتے ہوئے کہا ۔

قد کنت تشبہ صوفیاء لہ کتب من الفرائض و آیات فرقان (۳۳)

(حالانکہ تو ایسے صوفی سے مشابہت رکھتا ہے جو فرائض اور احکام دین کی کتابوں کا مالک ہے۔)

حضرت حسن بصری کے دور میں بھی یہ لفظ رائج تھا۔ (۳۴) ظاہر ہے کہ ابو ہاشم کوفی سے پہلے جن لوگوں کو صوفی کہا جاتا تھا وہ صوفہ قبیلے ہی سے مشابہت رکھنے والے تھے اس لئے یہ بات بلا تردد کہی جا سکتی ہے کہ لفظ صوفی کی نسبت صوفہ سے ہے جو لغوی اور معنوی دونوں اعتبار سے درست ہے۔

مراجع، متصادر و حواشی:۔

۱) ژوکوفسکی، والنتین (مرتب) "کشف المحجوب" از ہجویری، ابوالحسن علی بن عثمان لینن گراڈ، مطبوعہ دارالعلوم اتحاد جماہیر شوروی سوسیالیستی ۱۳۴۴ھ ص ۳۴

۲) قشیری، ابن القاسم عبدالکریم، "الرسالہ القشیریہ" مصر، دارالتالیف، اول ۱۳۸۵ ص ۵۵۰

۳) الرسالہ القشیریہ۔ محولہ بالا ص ۵۵۱

۴) اہل صفہ سے مراد وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو آپ کے زمانہ میں مسجد نبوی کے صفہ میں رہتے تھے۔ ان کی تعداد مختلف اوقات میں تیس سے ستر تک بتائی جاتی ہے۔ یہ حضرات شب و روز عبادت خداوندی میں مصروف رہتے تھے۔ یہ لوگ فقر و فاقہ کی زندگی گزارتے تھے اور پہننے کے لیے ان کے پاس صرف ایک ہی کپڑا ہوتا تھا جو گھٹنوں تک یا اس سے بھی کم ہوتا تھا۔ ان کو دو کپڑے کبھی میسر نہیں آئے۔ کھانے پینے کا انتظام اگرچہ بیت المال کی طرف سے تھا لیکن اس ابتدائی زمانے میں بیت المال کی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے کافی نہ تھا۔ اس لئے ان کو کمی غذا کے سلسلہ میں صبر و تحمل سے کام لینا پڑتا تھا۔

بخاری، ابی عبداللہ محمد بن اسماعیل "الصحیح البخاری" الجزالتاسع مصر، ادارہ الطباعہ النیریہ۔ ص ۱۸۶)

۵) قاسم غنی، دکتر، تاریخ تصوف در اسلام" ایران، چھاپہ نقش جہان، دوم ص ۳۸

۶) میر ولی الدین، ڈاکٹر "قرآن اور تصوف" دہلی، ندوہ المصنفین، ص ۸

۷) میر ولی الدین، ڈاکٹر (مترجم) "تاریخ فلاسفہ الاسلام" از محمد لطفی جمعہ کراچی، مسعود پبلیشنگ ہاوس ستمبر ۱۹۶۴ء ص ۲۶۹۔ ۲۷۰

۸) کتاب الہند بحوالہ الغزالی از شبلی نعمانی، علامہ لاہور، ثناء اللہ خان ریلوے روڈ، دوم ۱۹۵۲ء ص ۲۲۷

۹) Encyclopaedia of Religions and Ethics Artical on Sufis p -10

۱۰) ابی نصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی "کتاب اللمع فی التصوف" لیدن، مطبع بریل، ۱۹۱۴ء ص ۲۱
۱۱) تاریخ تصوف دراسلام ۔ محولہ بالا ص ۴۵
۱۲) ابو سعید نور الدین، ڈاکٹر "اسلامی تصوف اور اقبال" کراچی، اقبال اکیڈمی، ۱۹۵۹ء ص ۹
۱۳) کشف المحجوب ۔ محولہ بالا
۱۴) الرسالہ القشیرہ ۔ محولہ بالا ص ۵۵۰
۱۵) ثناء اللہ ندوی (مترجم "الفتح الربانی" مع متن از جیلانی، شیخ عبدالقادر لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز اول ۱۹۶۲ء
۱۶) البنیان المشید ترجمہ البرہان المؤید، رسالہ الہادی جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ دہلی، کتب خانہ اشرفیہ ص ۹
۱۷) محمد عبدالحق (مترجم) تبلیس ابلیس از ابن الجوزی، عبدالرحمن، کراچی نور محمد کارخانہ تجارت کتب ص ۲۲۵
۱۸) عوارف المعارف ۔ محولہ بالا ص ۹۹
۱۹) ماجد علی خان، ڈاکٹر "ماہنامہ جامعہ" مئی ۱۹۷۸ء، جلد ۷۵ شمارہ ۵، دہلی، جامعہ ملیہ اسلامیہ ص ۲۴۶
۲۰) تبلیس ابلیس ۔ محولہ بالا ص ۲۲۷
۲۱) ایضاً ص ۲۲۷
۲۲) الرسالہ القشیریہ ۔ محولہ بالا ص ۵۵۰
۲۳) الصحیح البخاری، الجزالتاسع محولہ بالا ص ۱۸۶
۲۴) ابن القیم الجوزی، ابو عبداللہ، "زادالمعارفی هدی خیرالعباد" الجزالاول ۱۳۵۳ھ مصر، محمد علی صبیح ۔ ص ۵۱
۲۵) ایضاً ص ۵۰
۲۶) ندوی، شاہ معین الدین احمد، تابعین "اعظم گڑھ" مطبع معارف، ۱۳۷۶ھ ص ۹۸
۲۷) مقبول بیگ بدخشانی، پروفیسر "سکینۃ الاولیاء" از داراشکوہ، شاہزادہ، لاہور، پیکیجز لمیٹڈ ص ۷۷
۲۸) الفتح الربانی ۔ محولہ بالا ص ۵۵۶
۲۹) قرآن مجید، سورۃ الاعراف آیت ۲۶
۳۰) تابعین ۔ محولہ بالا ص ۹۵

(۳۱) ابن احمد الازرقی ، ابی الولید محمد ابن عبداللہ ، " اختبار مکہ المشرفہ " الجزالاول مکتبہ خیاط ، بیروت ۱۹۶۴ء ص ۱۲۸

(۳۲) سید احمد علی چشتی (مترجم) " نفحات الانس " از جامی ، عبدالرحمن ، لاہور اللہ والے کی قومی دکان ، دوم ۔ ص ۳۵

(۳۳) اس کا واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ بنی عذرہ کا ایک جوان ایک دن حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور فریاد کی کہ آپ کے عامل ابن ام الحکیم نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے ۔ میں نے اپنی چچازاد سے شادی کی تھی ۔ کسی بات پر بیوی سے اختلاف ہوگیا ۔ میں آپ کے عامل کے پاس گیا اور شکایت کی اس نے صلح صفائی کرانے کا وعدہ کیا لیکن جب اسے معلوم ہوا کہ میری بیوی حسین ہے تو اس کے ماں باپ کو دولت کا لالچ دلا کر خود ہی اس سے شادی کرلی ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس واقعہ کو سن کر بہت غصے ہوئے اور فوراً اس عامل کے نام ایک عتاب نامہ بھیجا ۔ جس کے آخر میں تین چار شعر بھی درج تھے ۔ مذکورہ بالا شعر بھی ان میں شامل تھا ۔

(مصارع العشاق بحوالہ اسلامی تصوف اور اقبال محولہ بالا ص ۱۰)

(۳۴) کتاب اللمع فی التصوف ۔ محولہ بالا ص ۲۲